غدیر خم تاریخ کے آئینہ میں

مؤلف: محمد باقر انصاری
مترجم: مولانا مقداد حیدر روحانی

خطبہ غدیر ایک قدآور آئینہ کی طرح ولایت امیر المؤمنین کی ایک نمایاں تصویر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ خطبہ غدیر عالم اسلام میں ایک ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔ یہ اہمیت، خطبہ کے مضمون اور اس خاص ماحول کی وجہ سے ہے جس میں وہ دیا گیا ہے۔ خطبہ غدیر میں حضرت پیغمبر اسلامؐ کے اہم مقاصد کو مندرجہ ذیل موارد میں خلاصہ کیا جاسکتا ہے:

۱۔ اپنے جانشین کا تعین کرکے، دور رسالت کی ۲۳سالہ زحمات سے نتیجہ نکالنا
۲۔ اس اہم عہدہ کے لائق جانشینوں کے ذریعہ اسلام کی دائمی حفاظت
۳۔ خلیفہ کے تعین کے لئے رسمی اقدام جو بین الاقوامی برادری میں سند بن سکے
۴۔ قیامت تک کے لئے مسلمانوں کے واسطے صراط مستقیم کا تعین
۵۔ مخالفین اور دشمنان اسلام پر اتمام حجت

ان بلند مقاصد کے حصول کے لئے واقعہ غدیر ایسے ماحول میں رونما ہوا جو اس کے شایان شان تھا۔ حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں:

لَمْ یُنادِ بِشَیءٍ مِثْلَ ما نُودِیَ بِالْوِلایةِ یَوْمَ الْغَدِیْرِ[۱]۔ ترجمہ: کسی بھی حکم کا اعلان غدیر میں اعلان ولایت جیسا نہیں ہوا ہے۔

۱۔ ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازی، اصول کافی (ج ۲)، ص ۲۱

غدیر کی خاص عظمت کو مندرجہ ذیل صورتوں میں اجاگر کیا جاسکتا ہے:

۱۔ اسلام کے بنیادی اعتقاد کی تبلیغ کے لئے عظیم مجمع، خاص منبر اور بیان کے خاص طریقہ کا اہتمام کیا گیا۔ اسی موقع پر پیغمبر اسلامؐ نے لوگوں کو الوداع کہا جو اس بات کی دلیل تھی کہ ولایت امیر المؤمنینؑ کے اعلان کے بعد، اسلام باہری دشمنوں کے مقابلے میں ناقابل شکست ہوگیا ہے۔

۲۔ مسئلہ امامت صرف ایک خبر، پیغام اور خطبہ کی صورت میں بیان نہیں ہوا، بلکہ حکم اور فرمان کے عنوان سے بیان کیا گیا اور تمام مسلمانوں سے بیعت اور عہد لینے کا اعلان ہوا۔

۳۔ میدان غدیر کا جغرافیائی محل وقوع: یہ واقعہ مقام جحفہ سے قبل رونما ہوا۔ جحفہ وہ جگہ ہے جہاں سے مختلف شہروں کے راستے الگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح تین روز تک جلتے بیابان میں پڑاؤ ڈالنا اور حجۃ الوداع کا عظیم مجمع بھی واقعہ غدیر خم کی خاص پہچان ہے۔

۴۔ اس واقعہ میں حضرت پیغمبر اسلامؐ خطیب ہیں اور مخاطب وہ لوگ ہیں جو ابھی ابھی حج کرکے آرہے ہیں۔

۵۔ خداوند کا خطاب: "اے پیغمبرؐ! پہنچا دیجئے اس پیغام کو جو اللہ تعالی کی طرف سے آپ پر نازل کیا جا چکا ہے اور اگر آپ اس پیغام کی تبلیغ نہیں کرتے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے کار رسالت انجام نہیں دیا"۔ اللہ تعالی نے کسی بھی حکم کی تبلیغ کے لئے پیغمبر اسلامؐ کو اس طرح سے مخاطب نہیں کیا۔

۶۔ منافقوں کی مخالفت کا خوف اور ولایت و امامت کی تبلیغ کے لئے اللہ تعالی کی طرف سے پیغمبر اسلامؐ کو سخت حکم بھی واقعہ غدیر کا ایک خاص پہلو ہے جس سے اس کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

۷۔ واقعہ غدیر کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے اس بات کی ضمانت لی ہے کہ اس حکم کے اعلان کے بعد دشمنوں کے شر سے پیغمبرؐ کو محفوظ رکھے گا جب کہ دوسرے احکام دین کی تبلیغ کے سلسلے میں ایسا کوئی خوف نہیں تھا اور نہ ہی اس طرح کی ضمانت لی گئی۔

۸۔ پیغمبر اسلامؐ نے مقام ولایت اور اس کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے بہت ہی بلند و اہم مفاہیم کو اپنے خطبہ میں بیان فرمایا جس سے واقعہ غدیر کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

۹۔ خطبہ غدیر کے پہلے اور بعد کچھ خاص باتوں کا لحاظ کیا گیا جیسے بیعت، عمامہ (سحاب) اور مبارکباد۔ ان سب باتوں سے واقعہ غدیر کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

۱۰۔ خداوند تبارک و تعالیٰ کا ارشاد کہ: "آج کے روز تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمتوں کو تم پر تمام کر دیا"، اس روز تک اس طرح کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی۔

۱۱۔ غدیر میں پیغمبرؐ کے خطبہ کی طرف ائمہؑ کی خاص توجہ، خاص کر امیر المومنینؑ اور حضرت زہراؑ کا یہ ارشاد کہ: "غدیر خم نے کسی کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہنے دیا" اسی طرح علماء کا ائمہؑ کی پیروی میں غدیر سے متعلق تفصیلی مباحث کا اہتمام۔

۱۲۔ یہ حدیث اپنے طریقہ نقل، سند اور تاریخی، کلامی اور ادبی نقطہ نظر اور لوگوں کے دلوں پر اثر انداز ہونے کے اعتبار سے ولایت کے سلسلے میں نقل کی گئی دیگر تمام روایات میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ محققین نے اس حدیث کے تواتر کو ثابت کیا ہے اور ہر فرقہ اور مسلک کے مسلمانوں نے اس حدیث کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔

یہ ساری باتیں اس امر کی طرف دلالت کرتی ہیں کہ اسلامی تہذیب میں واقعہ غدیر کی خاص اہمیت ہے اور ہمیں چاہئے کہ ہم شیعوں کے اس بنیادی اعتقاد کو اپنی تمام تر قوت وطاقت سے حفاظت کریں۔

مدینہ سے غدیر تک[۲]

سفر کا آغاز: پیغمبر اسلامؐ نے ہجرت کے دسویں سال میں پہلی بار رسمی طور پر حج کا عام اعلان کیا تاکہ سبھی لوگ جو استطاعت رکھتے ہیں حج میں حاضر ہوں۔ آنحضرتؐ نے اس سفر کو حجۃ الوداع کا نام دیا جس کا

۱۔ مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار (ج ۲۸)، ص ۱۸۶، (ج ۴۳)، ص ۱۶۱؛ طبری، محمد بن جریر، دلائل الامامۃ، ص ۳۸؛ شیخ صدوق، خصال، ص ۱۷۳؛ اثبات الہداۃ بالنصوص والمعجزات (ج ۲)، ص ۱۱۵

۲۔ الشیخ عبداللہ بن نور اللہ البحرانی الاصفہانی، عوالم العلوم والمعارف والأقوال من الآیات والأخبار والأقوال فی إحوال الإمام الحجۃ بن الحسن المہدی (ج ۱۵)، ص ۱۶۷ و ۲۹۷؛ علامہ امینی، الغدیر فی کتاب و السنہ والادب (ج ۱)، ص ۹ و ۱۰؛ بحارالانوار (ج ۲۱)، ص ۳۶۰، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۹۰، (ج ۲۸) ص ۹۵، (ج ۳۷) ص ۲۰۱

مطلب تھا کہ یہ واحد سفر حج ہے جس میں لوگ آنحضرتؐ کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں۔

اس سفر کا مقصد اسلام کے دو ضروری حکم کا بیان کرنا تھا جو ابھی تک لوگوں کے لئے مکمل اور رسمی انداز میں بیان نہیں ہوا تھا: ایک حج اور دوسرا مسئلہ خلافت وولایت اور پیغمبر اسلامؐ کے بعد آپ کی جانشینی۔

پیغمبر اسلامؐ نے حکم الٰہی کے بعد مدینہ اور اطراف مدینہ میں منادی کروادی اور اس سفر کی اطلاع ہر ایک کو پہونچائی گئی تاکہ جو چاہے اپنے آپ کو اس سفر کے لئے آمادہ کرکے آنحضرتؐ کی ہمراہی کرسکے۔

اس اعلان عام کے بعد بہت سے لوگ اطراف مدینہ سے شہر آگئے، تاکہ آنحضرتؐ اور مہاجرین و انصار کے ساتھ مکہ کے سفر میں آپؐ کے ہمرکاب ہو سکیں۔ پیغمبر اسلامؐ کا یہ قافلہ مدینہ سے روانہ ہوا۔ سفر کے دوران مکہ پہنچنے تک راستہ میں بہت سے لوگ اس قافلہ میں شامل ہوتے رہے۔ یہ اہم خبر دور دراز کے علاقوں میں بھی پھیل گئی۔ اطراف مکہ اور دوسرے شہروں جیسے یمن وغیرہ سے بھی لوگ مکہ کی طرف روانہ ہوتے رہے، تاکہ احکام حج کی تفصیل کو اپنے پیغمبرؐ سے سیکھ سکیں اور حضرت کے اس پہلے سفر حج میں شرکت کرسکیں۔

اس کے علاوہ حضرتؐ نے اس بات کی طرف بھی اشارہ فرمایا تھا کہ یہ سال میری عمر کا آخری سال ہے ، جس کی وجہ سے بہت سے لوگ اس سفر میں شریک ہوئے۔ تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار افراد نے مراسم حج میں شرکت کی۔ جس میں صرف ستر ہزار افراد مدینہ سے آپؐ کے ہمراہ روانہ ہوئے تھے۔

مدینہ سے مکہ تک[۱]: حضرت پیغمبر اسلامؐ کا یہ عظیم قافلہ روز شنبہ، بتاریخ پچیسویں ماہ ذی قعدہ کو مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوا۔ آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق لوگوں نے لباس احرام ساتھ رکھ لیا تھا اور خود حضرتؐ نے بھی غسل کیا اور دو لباس احرام اپنے ساتھ لیا اور احرام کے لئے مدینہ کے قریب مسجد شجرہ تک گئے۔ پیغمبر اسلامؐ کے اہل بیت یعنی جناب فاطمہ زہرا(س)، امام حسنؑ، امام حسینؑ نیز آنحضرتؐ کی ازواج اونٹوں کے کجاوں پر سوار آپؐ کے ہمراہ تھیں۔

مسجد شجرہ کے پاس پہونچ کر احرام باندھا گیا اور اس طرح مکہ کا دس روزہ سفر کا آغاز ہوا اور سوار اور پیدل لوگوں پر مشتمل ایک عظیم قافلہ آنحضرتؐ کے ساتھ روانہ ہوا۔ اتوار کی صبح کو ایک علاقہ میں پڑاؤ ڈالا

۱۔ الغدیر (ج۱) ص۹ و۱۰؛ بحار الانوار (ج۲۱) ص ۳۸۴، ۳۸۳، ۳۶۰، ۳۹۰، (ج۲۸) ص۹۵، (ج ۳۷) ص۲۰۱؛ عوالم العلوم (ج ۳/۱۵)، ص۱۶۷، ۱۶۸، ۲۹۷

گیا اور قافلہ رات تک وہیں رکا رہا اور نماز مغرب و عشاء کے بعد روانہ ہوا۔ دوسرے دن صبح یہ قافلہ "عِرقُ الظَبیہ" پہونچا اور پھر منزل "رَوحاء" پر تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ نماز عصر کے وقت یہ قافلہ منزل "مُنصَرف" پر پہونچا۔ نماز مغرب و عشاء کے وقت منزل "مُتَعَشّٰی" میں یہ قافلہ رکا اور رات کا کھانا اسی جگہ کھایا گیا۔ نماز صبح کے وقت یہ قافلہ منزل "اَثَایَہ" میں، منگل کے دن صبح کے وقت منزل "عَرَج" میں اور بدھ کے دن منزل "سَقیاء" میں تھا۔

پیدل چلنے والوں نے راستہ کی سختی اور تکلیف کے بارے میں پیغمبر اسلامؐ سے شکایت کی اور آپؐ سے سواری کی درخواست کی لیکن حضرتؐ کے پاس کوئی سواری نہیں تھی۔ آپؐ نے حکم دیا کہ سفر کی آسانی کے لئے اپنی اپنی کمریں باندھ لو اور اپنی رفتار کو تیز رفتاری اور دوڑنے کے درمیان کر لو، اس حکم پر عمل کرنے سے بہت راحت ملی۔

جمعرات کے دن یہ قافلہ منزل "ابواء" پہونچا جہاں پر پیغمبر اسلامؐ کی والدہ جناب آمنہ کی قبر تھی۔ حضرتؐ نے ماں کے قبر کی زیارت کی۔ یہ قافلہ جمعہ کے دن "جحفہ" اور "غدیر" سے ہوتا ہوا منزل "قُدید" کی طرف روانہ ہوا اور سنیچر کے دن وہیں پر رکا رہا۔ اتوار کے دن یہ قافلہ منزل "عُسفان" اور دوشنبہ کے دن منزل "مرالظهران" پر پہونچا اور رات تک وہیں رکا رہا۔ رات کو یہ قافلہ منزل "سَرِف" کی طرف روانہ ہوا اور اس کے بعد کی منزل مکہ معظّمہ تھی۔ دس دن کی مسافت طے کرنے کے بعد منگل کے روز بتاریخ پانچویں ذی الحجہ کو عالم اسلام کا یہ پہلا حج قافلہ اپنے جاہ و جلال کے ساتھ شہر مکہ میں وارد ہوا۔

یمن کے حجاج امیر المومنینؑ کے ہمراہ[۱]: جن دنوں میں سفر حج کا اعلان ہوا، امیر المومنینؑ ایک لشکر کے ساتھ پیغمبر اسلامؐ کی طرف سے نجران اور یمن گئے ہوئے تھے۔ اس سفر کا مقصد اسلام کی تبلیغ، خمس، زکات اور جزیہ کی جمع آوری اور اہل یمن کے بیچ موجود اختلاف کا حل تھا۔

پیغمبر اسلامؐ نے مدینہ سے روانہ ہوتے وقت، امیر المومنینؑ کے لئے ایک خط لکھا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ آپؑ بھی اپنے لشکر اور یمن والوں کے ہمراہ مراسم حج میں شرکت کے لئے مکہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ امیر المومنینؑ نجران اور یمن میں ضروری کاموں سے فراغت کے بعد اپنے لشکر اور یمن کے بارہ

۱۔ بحار الانوار (ج ۲۱)، ص ۳۶۰، (ج ۳۷) ص ۲۰۱؛ عوالم العلوم (ج ۱۵/۳)، ص ۲۹۷

ہزار لوگوں کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔

پیغمبر اسلامؐ کا قافلہ مکہ کے قریب پہنچ چکا تھا۔اسی دوران امیر المومنینؑ بھی مکہ کے قریب پہونچے اور آپ نے حکم دیا کہ یمن کے لوگ میقات میں احرام باندھیں۔اس کے بعد حضرت علیؑ نے لشکر میں ایک جانشین معین کیا اور خود سب سے پہلے پیغمبرؐ کی ملاقات کے لئے روانہ ہوگئے۔آپ مکہ کے قریب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہونچے اور اپنے سفر کی روداد بیان کی۔پیغمبرؐ بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ جتنی جلدی ہوسکے اپنے لشکر اور حجاج یمنی کو مکہ لے آئیں۔امیر المومنینؑ اپنے لشکر میں واپس آئے اور ان کے ساتھ منگل کے دن بتاریخ پانچویں ذی الحجہ کو پیغمبر اسلامؐ کے قافلہ کے ہمراہ مکہ میں وارد ہوئے۔

اعمال حج: نویں ذی الحجہ کو مراسم حج کا آغاز ہوا۔حضرتؐ عرفات اور پھر مشعر گئے اور دسویں روز منیٰ میں قربانی، رمی جمرات اور دوسرے اعمال کو انجام دیا۔ اس کے بعد طواف و سعی اور دوسرے اعمال حج کو انجام دیا اور ہر جگہ ہر عمل کے واجبات اور مستحبات کو لوگوں کے لئے بیان فرمایا۔اس طرح بارہویں ذی الحجہ کو تین روزہ اعمال حج تمام ہوا۔

میراث انبیاءؑ صاحب ولایت کی تحویل میں[1]: مراسم حج کے اختتام پر پیغمبر اسلامؐ پر یہ آیت نازل ہوئی:

> "آپ کی نبوت اختتام کو پہونچی اور عمر کامل ہو گئی، اسم اعظم، آثار علم اور میراث انبیاء کو علی ابن ابی طالبؑ کے حوالہ کر دیجئے کہ وہ پہلے مومن ہیں۔میں زمین کو بغیر اس عالم کے جس کے ذریعہ میری اطاعت اور میری ولایت پہچانی جائے اور میرے پیغمبرؐ کے بعد حجت ہو، نہیں چھوڑونگا"۔

انبیاء علیہم السلام کی یادگار چیزیں جیسے صحف آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ اور توریت وانجیل و عصائے موسیٰؑ، سلیمانؑ کی انگوٹھی اور وہ تمام عظیم میراثیں جو فقط حجج الٰہی کے ہاتھوں میں ہوتی ہیں اور انبیاءؑ گذشتہ اور ان کے اوصیاء کے ہاتھوں سے ہوتی ہوئی خاتم الانبیاءؑ کے ہاتھوں تک پہنچی تھیں اور اب آپ ہی ان کے محافظ تھے اور اب ان تمام چیزوں کو آنحضرتؐ کے اوصیاء کی طرف منتقل ہونا چاہئے۔

۱۔بحار الانوار (ج ۲۸) ص ۹۶، (ج ۷۳)، ص ۲۰۲، (ج ۴۰) ص ۲۱۶

پیغمبر اسلامؐ نے امیر المومنینؑ کو اپنے قریب بلایا اور خصوصی جلسہ کیا اور پھر ودایع الٰہی کو آنحضرتؐ کی تحویل میں دے دیا۔ اس طرح انبیاءؑ کی چھ ہزار سالہ میراث امیر المومنینؑ کے سپرد ہوئی۔ یہ ودایع امیر المومنینؑ کے بعد دوسرے ائمہ ہدیٰ تک منتقل ہوئیں اور ابھی تک پروردگار کے آخری حجت حضرت بقیۃ اللہ الاعظم کے دست مبارک میں ہیں۔

امیر المومنینؑ کے عنوان سے سلام[۱]: غدیر کی طرف روانگی سے پہلے مکہ میں جبرئیل نازل ہوئے اور امیر المومنین کے لقب کو خصوصی طور پر حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے لئے لائے اگرچہ یہ لقب پہلے بھی آنحضرتؐ کے لئے معین ہو چکا تھا۔

پیغمبر اسلامؐ نے حکم دیا کہ تمام بزرگ صحابہ ایک جگہ جمع ہوں اور حضرت علیؑ کے پاس جائیں اور امیر المومنین کے عنوان سے آپ کو سلام کریں: "السلام علیک یا امیر المومنین" اور اس طرح پیغمبر اسلامؐ اپنی حیات میں ہی ان لوگوں سے حضرت علیؑ کے امیر ہونے کا اقرار لیا۔

غدیر میں حاضر ہونے کا عام اعلان[۲]: پیغمبر اکرمؐ کا یہ پہلا اور آخری سفر حج تھا اور لوگوں کو اس بات کی توقع تھی کہ آنحضرت کچھ دنوں مکہ میں رکیں گے۔ لیکن اتمام حج کے فوراً بعد آپ نے اپنے منادی بلال کو حکم دیا کہ لوگوں کو آگاہ کر دیں:

> "کل چودہ ذی الحجہ کو سبھی روانہ ہوں تاکہ معینہ وقت پر غدیر خم میں حاضر رہیں اور معذوروں کے علاوہ کوئی مکہ نہ رکے۔"

غدیر خم کا محل وقوع[۳]: غدیر خم وادی جحفہ کے سیلابی راستہ میں کھلا ہوا وسیع بیابان ہے۔ یہ سیلاب مشرق سے مغرب کی سمت جاری ہوتا تھا اور غدیر کو پار کرتا ہوا جحفہ تک پہنچتا تھا۔ اس کے بعد دریائے سرخ تک جاری رہتا تھا اور سیلاب کا پانی دریا میں مل جایا کرتا تھا۔

۱۔ بحار الانوار (ج ۳۷)، ص ۱۱۱ و ۱۲۰؛ عوالم العلوم (ج ۳/۱۵) ص ۳۹؛ کتاب سلیم بن قیس ہلالی، ص ۳۰۷

۲۔ بحار الانوار (ج ۲۱)، ص ۳۸۵، (ج ۳۷)، ص ۱۱۱ و ۱۵۸؛ اثبات الہداۃ (ج ۲)، ص ۱۳۶، ح ۵۹۳؛ الغدیر (ج ۱)، ص ۱۰ و ۲۶۸

۳۔ ابو عبید عبد اللہ بن عبد العزیز بن محمد البکری الاندلسی (المتوفی: ۴۸۷ھ)، معجم ما استعجم من اسماء البلاد و المواضع (ج ۲)، ص ۳۶۸ و ۴۹۲ و ۵۱۰؛ ابن منظور انصاری، لسان العرب، مادہ خمم و غدر؛ یاقوت حموی، معجم البلدان (ج ۲) ص ۳۵۰ و

سیلاب کے راستہ میں طبعی نشیب (تالاب) بن گئے تھے اور سیلاب کے گزر جانے کے بعد باقی پانی ان میں ٹھہر جاتا تھا اور پانی کا یہ ذخیرہ سال بھر کام آتا تھا اور انھیں اصطلاحاً "غدیر" کہتے تھے۔ مختلف علاقوں میں سیلاب کے راستہ میں بہت سے تالاب بن گئے تھے جنھیں مختلف ناموں سے پہچانا جاتا تھا، اس غدیر کو بھی دوسرے تالابوں سے پہچاننے کے لئے "غدیر خم" کا نام دیا گیا تھا۔ اس تالاب کے کنارے "سَمُر" کے پانچ سر سبز و شاداب اور پرانے درخت تھے جو خاص صحرا کے درخت ہیں۔ گھنی ٹہنیوں اور پتیوں سے بھرے یہ پانچوں لمبے درخت، خستہ حال مسافروں کے لئے ایک اچھے سائبان کا کام کرتے تھے۔ اسی لئے ان حالات میں تین روزہ مراسم غدیر کے لئے یہ وسیع بیابان بہترین جگہ تھی اور تقریر کے لئے انھیں درختوں کے نیچے کی جگہ نظر میں رکھی گئی جہاں خطابت کے لئے ایک مناسب سائبان بھی تھا۔

غدیر کی تقریر

غدیر کے علاقہ میں ورود[1]: غدیر کا یہ عظیم قافلہ جمعرات کے دن مکہ سے روانہ ہوا۔ ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد افراد پر مشتمل لوگوں کے ہجوم نے آنحضرتؐ کے ہمراہ غدیر کے پانچ روزہ سفر کا آغاز کیا۔ پانچ ہزار لوگ مکہ سے اور بارہ ہزار لوگ یمن سے بھی مراسم غدیر میں شرکت کے لئے آنحضرتؐ کے ہمراہ آئے ہوئے تھے۔ پیغمبر اسلامؐ کے حکم کے مطابق کوئی حاجی مکہ میں باقی نہیں بچا تھا اور سبھی اسلام کے سب سے بڑے تاریخی اجتماع میں شرکت کی غرض سے سرزمین غدیر کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔

مکہ سے نکلنے کے بعد سب پہلے منزل "سَرِف" پر پہونچے اور وہاں سے "مر الظهران" تک آئے اور اس کے بعد "عُسْفان" کی آبادی تھی اور وہاں سے "قُدید" پہونچے۔ پھر "جحفہ" کے قریب پہونچے جہاں پر غدیر خم واقع تھا۔ روز دوشنبہ اٹھارہ ذی الحجہ ظہر کے وقت یہ قافلہ غدیر خم کے علاقے میں پہونچا۔ آنحضرتؐ نے

۳۸۹، (ج ۳) ص ۱۵۹، (ج ۴) ص ۱۸۸؛ عاتق بن غیث البلادی، معجم معالم الحجاز (ج ۱) ص ۱۵۶؛ علامہ مرتضی زبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس، مادہ خمم غدر

۱۔ بحار الانوار (ج ۲۱)، ص ۳۸۷، (ج ۳۷)، ص ۱۷۳ و ۲۰۳ و ۲۰۴، (ج ۹۸)، ص ۲۹۸؛ عوالم العلوم (ج ۱۵/۳)، ص ۵۰، ۶۰، ۷۵، ۷۹، ۸۰، ۳۰۱؛ الغدیر (ج ۱)، ص ۱۰، ۲۲؛ سید ہاشم بحرانی، مَدینةُ مَعاجز الأئمۃ الاثنی عَشَر وَ دَلائلُ الحُجَج عَلی البَشَر، ص ۱۲۸؛ حر عاملی، الفصول المہمہ فی الاصول الائمہ، ص ۲۴ و ۲۵

اپنے قافلہ کو دائیں طرف یعنی غدیر خم کی طرف موڑتے ہوئے فرمایا:

یا اَیُّھاالنَّاسُ اُجِیبُوا دَاعِیَ اللہ اَنَا رَسُولُ اللہ۔ ترجمہ: اے لوگو! خدا کی طرف دعوت دینے والے کا ساتھ دو کہ میں خدا کا پیغمبرؐ ہوں۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ایک اہم پیغام پہنچانے کا وقت آچکا ہے۔ اس لئے آنحضرت نے حکم دیا کہ منادی اعلان کرے: "سبھی لوگ رک جائیں۔ وہ افراد جو آگے نکل چکے ہیں وہ واپس آئیں اور وہ افراد جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ یہاں تک پہونچیں۔"

تا کہ تمام لوگ آہستہ آہستہ پہلے سے معین شدہ جگہ پر جمع ہو جائیں۔ اسی طرح حکم دیا گیا کہ کوئی ان پرانے درختوں کے نیچے نہ جائے اور وہ جگہ تقریر اور خطبہ کے لئے خالی رہنے دی جائے۔ اس حکم کے بعد تمام سواریاں رک گئیں، جو لوگ آگے بڑھ گئے تھے وہ واپس آگئے اور سبھی لوگ غدیر خم کے علاقہ میں اتر گئے۔ ہر ایک نے اپنے لئے جگہ تلاش کرلی اور تین روز رکنے کے لئے خیمے لگائے گئے اور دھیرے دھیرے خاموشی چھاگئی۔

آج پہلی بار اس صحرا میں انسانوں کا یہ عظیم مجمع جمع ہورہا تھا۔ پنجتن پاک یعنی پیغمبر اسلامؐ، امیر المومنینؑ، حضرت زہرا(س)، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے انوار مقدس نے اس مجمع کی عظمت کو چار چاند لگادیا تھا۔ مختلف قوموں، قبیلوں اور شہروں سے ایمان کے مختلف درجات پر فائز مرد اور عورتیں اپنے پیغمبرؐ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کئے ہوئے تھے۔

دھوپ کی شدت اور جلتی زمین کے باعث گرمی اس قدر اذیت ناک تھی کہ لوگ، یہاں تک کہ خود آنحضرتؐ بھی، اپنے کپڑے کے ایک حصہ کو سر پر ڈال رکھا تھا اور دوسرے حصہ کو اپنے پیروں کے نیچے لپیٹ لیا تھا اور کچھ لوگ گرمی کی شدت کی وجہ سے اپنی عبا کو اپنے پیروں پر لپیٹے ہوئے تھے۔

منبر اور تقریر کی جگہ کی تیاری[۱]: پیغمبر اسلامؐ نے اپنے چار خاص اصحاب یعنی مقداد، سلمان، ابوذر اور عمار کو پاس بلایا اور انھیں حکم دیا کہ پرانے درختوں کے پاس جائیں اور ان کے نیچے کی جگہ کو صاف ستھرا

۱۔ بحارالانوار (ج ۲۱) ص ۳۸۷، (ج ۳۷) ص ۱۷۳، ۲۰۳، ۲۰۴، (ج ۹۸)، ص ۲۹۸؛ عوالم العلوم (ج ۱۵/۳)، ص ۵۰، ۶۰، ۷۵، ۷۹، ۸۰، ۳۰۱

کریں۔ان لوگوں نے درختوں کے نیچے سے کانٹوں کو صاف کیا، پتھروں کو ہٹایا اور اس جگہ پر جھاڑو دیکر پانی کا چھڑکاؤ کیا۔ پھر درختوں کی ڈالیوں کو جو زمین تک جھکی ہوئی تھیں کاٹ کر الگ کیا۔اس کے بعد دو پیڑوں کے بیچ کی ڈالیوں پر کپڑا ڈال کر سائبان بنایا تاکہ سورج کی گرمی سے بچا جاسکے۔پھر سائبان کے نیچے پتھروں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھا گیااور اونٹوں کے پالانوں کی مدد سے آنحضرتؐ کے لئے بلند قد کا منبر بنایا گیا اور اس پر چادر بچھائی گئی۔ منبر کو اس طرح بنایا گیا تھا کہ مجمع کے درمیان میں ہو اور پیغمبر اسلامؐ تقریر کے وقت لوگوں پر نظر رکھ سکیں، آپؐ کی آواز ہر ایک تک پہونچ سکے اور سبھی آپ کو دیکھ سکیں۔ مجمع کی کثرت کو دیکھتے ہوئے ربیعہ کو جو کہ بھاری آواز کا مالک تھا انتخاب کیا گیا تاکہ حضرتؐ کے کلام کو دور والے افراد کے لئے دہراتا رہےاور لوگ پیغمبر اسلامؐ کی تقریر کو اچھی طرح سے سن سکیں۔

پیغمبر اکرمؐ اور امیر المومنینؑ منبر پر[۱] : ظہر کے قریب لوگوں کا انتظار ختم ہوا، حضرتؐ کے موذن نے جماعت کے لئے آواز بلند کی، لوگ خیموں سے باہر نکلے اور منبر کے سامنے جمع ہوئے۔ نماز کی صفیں آراستہ ہوئیں۔ پیغمبر اکرمؐ بھی اپنے خیمہ سے باہر نکل کر مصلی پر تشریف لائے اور نماز جماعت شروع ہوئی۔

اس کے بعد لوگوں کی نگاہوں کے سامنے پیغمبر اکرمؐ منبر غدیر پر تشریف فرما ہوئے اور آخری زینہ پر کھڑے ہوئے اور پھر حضرت امیر المومنینؑ کو اپنے قریب بلایا تاکہ منبر پر آپ کے داہنی طرف کھڑے ہوں۔ امیر المومنینؑ منبر پر آنحضرتؐ کے داہنی طرف اور آپ سے ایک زینہ نیچے کھڑے ہوگئے۔

اس وقت پیغمبر اکرمؐ کا دست مبارک امیر المومنینؑ کے شانہ پر تھا۔اس کے بعد آنحضرتؐ نے مجمع کے دائیں اور بائیں طرف نگاہ دوڑائی اور انتظار کیا تاکہ سبھی لوگ جمع ہو جائیں، عورتیں بھی مجمع کے ایک طرف اس طرح بیٹھ گئیں کہ پیغمبر اسلامؐ کو بخوبی دیکھ سکیں۔اب لوگ پوری طرح سے تقریر سننے کے لئے تیار تھے اور پھر پیغمبر اکرمؐ نے اپنی تاریخی تقریر اور آخری خطبہ کاآغاز کیا۔

۱۔ بحارالانوار (ج۲۱) ص ۳۸۷، (ج۳۷) ص ۲۰۹؛ عوالم العلوم (ج۳/۱۵)، ص ۴۴، ۷۹و۳۰۱؛ اثبات الہداۃ (ج۲) ص ۲۶۷، ح ۳۸۷و۳۹۱؛ القاضی السید نور اللہ الحسینی المرعشی التستری، احقاق الحق وازہاق الباطل (ج۲۱) ص ۵۳و۵۷

پیغمبر اکرمؐ کی تقریر[۱]

میدان غدیر میں پیغمبر اکرمؐ کی تاریخی تقریر قریب ایک گھنٹہ کی تھی جس کی گیارہ حصوں میں وضاحت کی جاسکتی ہے:

بندہ خدا اور اس کا اطاعت گزار ہوں: آنحضرتؐ نے اپنی تقریر کے پہلے حصہ میں اللہ تعالی کی حمد و ثنا کرتے ہوئے حق تعالی کے صفات اور رحمتوں کا ذکر فرمایا اور پھر ذات الٰہی کے سامنے اپنی بندگی کا اقرار کیا اور فرمایا:

> "میں اللہ تعالی پر، اس کے ملائکہ پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتا ہوں۔ اس کے حکم کو سنتا ہوں اور اس کی اطاعت کرتا ہوں۔ ہر اس فعل کو بجالانے کی کوشش کرتا ہوں جس سے وہ راضی ہوتا ہے اور اس کے مقدرات کے سامنے سر تسلیم خم کئے رہتا ہوں۔"

يَا ايُّها الرَّسول بَلِّغ: آنحضرت نے اپنی تقریر کے دوسرے حصہ میں اس بات کی وضاحت کی کہ علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں بہت ہی ضروری حکم کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔ اگر اس پیغام کو نہ پہنچایا تو گویا رسالت کا کوئی کام انجام ہی نہیں دیا ہے اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ آنحضرت نے یہ تصریح کی کہ اللہ تعالی نے مجھ پر اس طرح وحی بھیجی ہے:

> "يَاايُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ ما اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَما بَلَّغْتَ رِسالَتَه وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النّاسِ: اے رسولؐ اس پیغام کو پہنچادیجئے جو خدا کی طرف سے علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں آپ پر نازل کیا جاچکا ہے۔ یعنی خلافت علی ابن ابی طالبؑ اور اگر اس کام کو انجام نہ دیا تو گویا آپ نے اس کی رسالت کا کوئی کام انجام ہی نہیں

۱۔ روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ج ۱) ص ۸۹؛ طبرسی، الاحتجاج علی اہل اللجاج (ج ۱) ص ۶۶؛ علامہ مجلسی، حق الیقین، ص ۳۴۳، باب ۷ ۱۲؛ نزہۃ الکرام وبستان العوام (ج ۱) ص ۱۸۶؛ ابن جبیر، علی بن یوسف، نہج الایمان، ص ۹۲؛ بحار الانوار (ج ۳۷) ص ۲۰۱-۲۰۷؛ اثبات الہداۃ (ج ۲) ص ۱۱۴، (ج ۳)، ص ۵۵۸

دیا۔خداوند آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔"

اس کے بعد آپ نے اعلان ولایت کے سلسلے میں پروردگار کے تاکیدی حکم کو صراحت کے ساتھ پیش کیا اور فرمایا:

"جبرئیلؑ تین بار میرے پاس آچکے ہیں اور خداوند کی طرف سے مجھے حکم دیا ہے کہ اس مجمع میں کھڑے ہو کر ہر کالے اور گورے کے لئے اعلان کردوں کہ **علی ابن ابی طالبؑ میرے بھائی، میرے وصی، میری امت میں میرے جانشین اور میرے بعد امام ہیں۔ انھیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔اور وہ خدا اور اس کے رسول کے بعد تم پر صاحب اختیار ہیں۔**

خداوند عالم نے اس بارے میں اپنی کتاب سے مجھ پر یہ آیت نازل کی ہے: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رَاكِعُوْنَ (تمہارا ولی خدا اور اس کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں) اور وہ علی ابن ابی طالبؑ ہیں کہ جنھوں نے نماز قائم کیا اور حالت رکوع میں زکات دی اور ہر حال میں خوشنودیِ خداوند عزوجل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالی مجھ سے راضی نہیں ہوگا جب تک کہ علیؑ کے حق کے بارے میں جو کچھ مجھ پر نازل ہوا ہے پہنچا نہ دوں۔

قیامت تک کے لئے بارہ امام: آنخضرتؐ نے اپنی تقریر کے تیسرے حصہ میں اپنے بعد قیامت تک کے لئے بارہ اماموں کی امامت کا اعلان فرمایا تاکہ لوگوں کی طمع بالکل ختم ہو جائے۔آپ نے مسئلہ کی اہمیت کو سمجھانے کے لئے فرمایا:

"اے لوگو! میں آخری بار ایسے مجمع میں خود موجود ہوں تو سنو، اطاعت کرو اور اپنے پروردگار کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرو۔"

آنخضرتؐ کی تقریر کا ایک اہم نکتہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ائمہ طاہرین کی ولایت ہر زمانہ اور ہر جگہ کے انسانوں کے لئے ہے اور آپ حضرات کے الفاظ جملہ امور میں نافذ ہیں۔آنخضرتؐ نے فرمایا:

"خداوند عزوجل تمہارا ولی و معبود ہے۔ اور خدا کے بعد اس کا رسول اور پیغمبر جو تم سے مخاطب ہے اور میرے بعد خدا کے حکم سے علیؑ تمہارے ولی اور تمہارے امام ہیں اور ان کے بعد امامت میری نسل میں ان کے فرزندوں سے ہوگی اس وقت تک کہ تم خدا اور اس کے رسولؐ سے ملاقات کروگے۔"

خدا و رسول کی طرف سے حلال و حرام اور دنیا و آخرت کے جملہ امور میں ائمہؑ کی نیابت، حضرتؐ کے خطبہ کا بہت ہی اہم نکتہ تھا جسے آپ نے بہت ہی باریک بینی کے ساتھ بیان فرمایا:

"کوئی بھی شے حلال نہیں مگر جس کو خدا اور اس کے رسولؐ اور ان لوگوں (ائمہؑ) نے حلال کیا ہو اور کوئی شے حرام نہیں مگر جس کو خدا اور اس کے رسول اور ان لوگوں (ائمہؑ) نے حرام کیا ہو۔ خداوند عزوجل نے حلال و حرام کی مجھے پہچان کرائی ہے اور میرے پروردگار نے اپنی کتاب سے جو کچھ حلال و حرام کے بارے میں مجھے بتایا ہے اسے میں نے ان کے سپرد کر دیا ہے۔"

آنحضرتؐ نے ان تمام عظمتوں کو بیان کرنے کے بعد لوگوں کو آپ کی مخالفت کرنے سے منع کیا اور فرمایا:

"اے لوگو! وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام ہیں اور جس نے بھی ان کی ولایت کا انکار کیا خداوند متعال نہ اس کی توبہ قبول کرے گا اور نہ اسے بخشے گا۔ اے لوگو! خدا کی قسم گذشتہ پیغمبروں اور رسولوں نے مجھے بشارت دی ہے اور خدا کی قسم میں ختم المرسلین اور آسمانوں اور زمینوں کی تمام مخلوقات پر حجت ہوں، جس نے بھی ان مطالب میں شک کیا وہ جاہلیت اول کی طرح کافر ہو گیا اور جس نے بھی میرے اس اعلان میں شک کیا، اس نے مجھ پر نازل ہونے والی تمام چیزوں پر شک کیا اور جس نے بھی کسی ایک امام کے بارے میں شک کیا اس نے تمام ائمہ میں شک کیا اور ہمارے بارے میں شک کرنے والا جہنم میں جائے گا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ خداوند متعال کی طرف سے جبرئیل میرے لئے یہ خبر لائے ہیں اور کہا ہے کہ: جس نے بھی علیؑ سے دشمنی کی اور ان کی ولایت کو قبول نہیں کیا اس پر میری لعنت اور غضب ہو۔"

اب آنحضرتؐ اپنی تقریر کے نہایت اہم حصہ کو جس میں عمل بھی شامل تھا، لوگوں سے بیان کرنا چاہتے تھے۔آپ نے لوگوں کو اس کے لئے تیار کرنے کے لئے فرمایا:

"خدا کی قسم! تمہارے لئے نہ کوئی قرآن کے باطن کو بیان کرنے والا اور نہ ہی کوئی قرآن کی تفسیر کو ظاہر کرنے والا ہے مگر وہ شخص جس کا ہاتھ میں نے پکڑ رکھا ہے اور جسے اپنی طرف اوپر اٹھاؤں گا اور جس کے بازؤں کو پکڑ کر اپنے دونوں ہاتھوں سے بلند کرونگا اور تمہیں سمجھاؤں گا کہ:

"جس جس کا میں مولا ہوں یہ علیؑ بھی اس اس کے مولا ہیں اور وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ میرے بھائی اور جانشین ہیں اور ان کی ولایت خداوند عزوجل کی طرف سے مجھ پر نازل کی گئی ہے۔"

اس کے بعد آنحضرتؐ نے اسلام کے دو عظیم رکن کے باہمی تعلق کو خوبصورت انداز میں پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو! علیؑ اور ان کی نسل سے میرے پاک وطاہر فرزند ثقل اصغر ہیں اور قرآن ثقل اکبر ہے، ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بارے میں خبر دیتا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے موافق ہیں۔ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں گے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ دونوں، لوگوں کے درمیان خداوند متعال کے امین اور زمین پر لوگوں کے حاکم ہیں۔"

اس مرحلہ میں آنحضرت نے قطعی طور پر صاحب غدیر سے ہر طرح کے تعرض کو حرام بتایا اور فرمایا:

"یہ جان لو کہ میرے اس بھائی کے علاوہ کوئی امیر المومنین نہیں ہے، یاد رکھو میرے بعد علیؑ کے علاوہ "امیر المومنین" بننا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔"

مَنْ كُنْتُ مَوْلاہ فَهذا عَلِيٌّ مَولاہ: خطبہ کے چوتھے حصہ میں پیغمبر اسلامؐ نے تمہیدی گفتگو اور خلافت وولایت امیر المومنینؑ کی قدر ومنزلت کا ذکر کرنے کے بعد، ہمیشہ کے لئے ہر طرح کے شک وشبہ کو

ختم کرنے اور کسی بھی طرح کی مخالفت کی کوشش کو نطفہ میں ہی ختم کرنے کے لئے جن امور کو زبانی طور پر بیان فرمایا تھا اسے عملی صورت میں انجام دیا۔

سب سے پہلے امیر المومنینؑ سے جو کہ منبر کے اوپر آپ کے پاس ہی کھڑے تھے فرمایا: "میرے اور قریب آؤ"۔ امیر المومنینؑ قریب آئے۔ پیغمبرؐ نے پیچھے سے آپ کے دونوں بازوں کو پکڑا۔ اس وقت امیر المومنینؑ نے اپنے ہاتھوں کو پھیلایا یہاں تک کہ دونوں حضرات کے ہاتھ آسمان کی طرف ہو گئے۔

اس کے بعد پیغمبر اسلامؐ نے امیر المومنینؑ کو جو ایک زینہ نیچے کھڑے تھے، اپنی جگہ سے اٹھایا یہاں تک کہ آپؑ کے دونوں پیر پیغمبر اکرمؐ کے زانوؤں کے برابر پہونچ گئے اور لوگوں نے آپ کے بغل کی سفیدی دیکھی جو کہ اس روز تک دیکھی نہیں گئی تھی۔ اس حال میں آپ نے فرمایا:

> "مَنْ كُنْتُ مَوْلاه فَهذا عَلِيٌّ مَوْلاه اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاهُ وَ عادِ مَنْ عَادَاه وَ انْصُرْ مَنْ نَصره وَاخْذُلْ مَنْ خَذلَهُ۔ ترجمہ: جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کے یہ علیؑ مولا ہیں، خدایا دوست رکھ اسے جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو علیؑ کو دشمن رکھے۔ اور یاری کر اس کی جو یاری و مدد کرے ان کی اور اسے ذلیل کر جو ان کو ذلیل کرے۔"

پھر آپ نے ولایت امیر المومنینؑ کے ساتھ دین کے کامل ہونے کے بارے میں نزول وحی کے سلسلہ میں بتایا:

> "پروردگارا! تو نے اس مطلب کے واضح ہونے اور آج کے دن علیؑ کے منصب خلافت سے منسوب ہونے پر اس آیت کو ان کے بارے میں نازل فرمایا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً۔ ترجمہ: آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا، تم پر اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا اور تمہارے دین اسلام سے راضی ہو گیا۔[۱]

۱۔ سورہ مائدہ، آیت ۳

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هوَ فِي الاخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْن

ترجمہ: اگر کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا انتخاب کرے گا تو ہرگز اسے قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ پروردگارا تو گواہ ہے کہ میں نے پہونچا دیا ہے۔[1]

دین خدا کامل ہوگیا: تقریر کے پانچویں حصہ میں آنحضرتؐ نے صریحاً فرمایا:

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے دین کو ان کی امامت کے ساتھ کامل کر دیا۔ جو بھی ان کی اور ان کے جانشینوں کی جو کہ میرے فرزندوں میں سے اور ان کی نسل سے ہیں، پیروی نہیں کرے گا ایسے لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں حبط ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔"

آنحضرتؐ نے اس نعمت کی قدر و قیمت کو ظاہر کرنے کے لئے فرمایا:

" تمہارا پیغمبرؐ بہترین پیغمبرؐ، تمہارا وصی بہترین وصی اور ان کے فرزند بہترین اوصیاء ہیں۔ اے لوگو! ہر پیغمبر کی نسل خود اس کے صلب سے ہے لیکن میری نسل امیر المومنین علیؑ کے صلب سے ہے۔"

اس کے بعد آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کے فضائل کے کچھ گوشے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"جان لو کہ علیؑ سے دشمنی نہیں کرے گا سوائے شقی کے اور علیؑ سے دوستی نہیں کرے گا سوائے متقی کے اور ان پر ایمان نہیں لائے گا سوائے مخلص مومن کے۔"

پھر آپ نے رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلامَ دِيْناً کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

" اے لوگو! میں نے خدا کو گواہ بنا کر اپنی رسالت کو تم تک پہنچایا اور رسول کے ذمہ واضح ابلاغ کے سوائے کچھ نہیں ہے۔ اے لوگو! خدا سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور دنیا سے نہ جانا مگر یہ کہ مسلمان رہنا۔"

۱۔ سورہ آل عمران، آیت ۸۵

ماجرائے سقیفہ: پیغمبر اسلامؐ نے اپنی تقریر کے چھٹے حصہ میں اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کو بیان کیا۔ آپؐ نے عذاب و لعن سے متعلق کچھ آیتوں کی تلاوت کی اور فرمایا:

"ان آیات کے منظور نظر میرے کچھ صحابی ہیں جن کے بارے میں مجھ حکم ہے کہ ان سے چشم پوشی کروں، لیکن انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے معاندوں، مخالفوں، خائنوں اور مقصروں پر مجھے حجت قرار دیا ہے، اور اس دنیا میں ان سے چشم پوشی کرنا، ان کے آخرت کے عذاب سے مانع نہیں ہے۔"

اس کے بعد آپ نے اپنی اور اپنے اہل بیتؑ کی نورانی خلقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو! خداوند عزوجل کی جانب سے مجھ میں نور ودیعت کیا گیا، پھر علی ابن ابی طالبؑ کی ذات میں، اور اس کے بعد ان کی نسل میں مہدی قائمؑ تک یہ نور ودیعت ہے۔"

اس کے بعد آپ نے ائمہ گمراہی وضلالت کی طرف اشارہ کیا جو لوگوں کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں:

"اے لوگو! میرے بعد ایسے امام آئینگے جو جہنم کی طرف دعوت دینگے اور روز قیامت انہیں کوئی مدد نہیں ملے گی۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ ان سے بیزار ہے اور میں بھی ان لوگوں سے بیزار ہوں۔ اے لوگو! وہ لوگ اور ان کے تمام دوست و تمام تابعین اور پیروی کرنے والے جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہونگے اور تکبر کرنے والوں کی جگہ کتنی بری جگہ ہے۔"

اس کے بعد آپ نے ماجرائے سقیفہ کی طرف اشارہ کیا، جس کا نطفہ منافقین نے حجۃالوداع کے موقع پر صحیفہ ملعونہ پر دستخط کرکے مکہ میں منعقد کیا تھا، اور فرمایا:

"معلوم ہونا چاہئے کہ وہ لوگ اصحاب صحیفہ ہیں پس تم میں سے ہر ایک اپنے صحیفہ پر نظر کرے۔"

جس وقت پیغمبر اکرمؐ نے اصحاب صحیفہ کا نام لیا تو اکثر لوگ آنحضرتؐ کے کلام کے مطلب کو نہیں سمجھ سکے اور ان کے لئے ایک سوال بن گیا۔ لیکن سقیفہ کے کارندے اور وہ لوگ جو آنحضرتؐ کے ذریعہ ماجرا

سے مطلع ہو چکے تھے، آپؐ کے مفہوم کو سمجھ لیا۔اسلام کے اس عظیم پیغام کو پہنچادینے کے بعد آپ نے اپنے قلبی رضایت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا :

"میں نے اسے پہونچادیا جس کے لئے مامور تھا تاکہ حجت رہے حاضر اور غائب پر اور ان تمام لوگوں پر جو موجود ہیں یا موجود نہیں ہیں، دنیا میں آچکے ہیں یا ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ پس حاضرین غائبین کو اور والدین اپنے فرزندوں کو قیامت تک پہونچاتے رہیں۔"

آپ نے پھر سقیفہ کے بارے میں اور زیادہ وضاحت فرمائی :

"میرے بعد بہت جلد کچھ لوگ امامت کو بادشاہی کے عنوان سے ظلم و ستم کے ساتھ چھین لیں گے۔ خداوند غاصبوں اور تجاوز کرنے والوں پر لعنت کرے۔"

اس کے بعد آپ نے امتحان الٰہی اور غاصبوں کی عاقبت کو اس طرح بیان فرمایا :

"اے لوگو ! خداوند عزوجل تمہیں تمہارے حال پر نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ خبیث کو پاکیزہ سے الگ کرے گا اور خداوند تمہیں غیب سے آگاہ نہیں کرتا۔ اے لوگو ! کوئی بھی آباد سرزمین نہیں ہوگی مگر یہ کہ خداوند اس کے بسنے والوں کو آیات الٰہی کی تکذیب کے نتیجہ میں روز قیامت سے پہلے ہلاک نہ کردے گا اور ان کو حکومت امام مہدیؑ کے تحت قرار دے گا۔ خداوند عزوجل اپنے وعدہ کو عمل تک پہنچاتا ہے۔"

ولایت اور محبت اہل بیت علیہم السلام : خطبہ کے ساتویں حصہ میں آنحضرتؐ نے ولایت اور محبت اہل بیت علیہم السلام کے اثرات پر زور دیا اور سورہ حمد کو جسے تمام مسلمان روزانہ پڑھتے ہیں قرائت کیا اور فرمایا: یہ سورہ میرے بارے میں نازل ہوئی ہے اور قسم خدا کی ان (اماموں) کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بطور عام ان کو شامل ہے اور بطور خاص ان لوگوں کے بارے میں ہے اور بیان فرمایا: کہ سورۂ حمد میں اصحاب صراط مستقیم سے مراد شیعیان اہل بیت علیہم السلام ہیں۔

آپ نے جنت کے بارے میں قرآن مجید کی کچھ آیتیں تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ ان آیتوں سے مراد شیعیان و پیروان آل محمد علیہم السلام ہیں۔آپ نے پھر اہل جہنم کے لئے کچھ آیتوں کی تلاوت کی اور فرمایا ان سے دشمنان آل محمد مراد ہیں۔آپ نے مزید فرمایا:

"تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان کے دوست وہ لوگ ہیں جو سلامتی اور امن کے ساتھ بہشت میں داخل ہونگے اور ملائکہ سلام کے ساتھ ان کی ملاقات کو آئینگے اور کہیں گے: سَلامٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡها خَالِدِیۡنَ۔ سلام ہو تم پر، پاکیزہ ہو گئے بس ہمیشہ کے لئے داخل بہشت ہو جاؤ"۔

آنحضرتؐ نے اپنی تقریر کے دوسرے حصہ میں نسل امامت کو محور گفتگو قرار دیا اور فرمایا:

"اے لوگو1 تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں پیغمبرؐ ہوں اور علیؑ امام اور میرے وصی ہیں ان کے بعد ان کی اولادیں امام ہیں۔ یاد رکھو کہ میں ان لوگوں کا باپ ہوں اور وہ سب ان کے صلب سے پیدا ہونگے۔"

حضرت مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف: حضرت نے اپنے خطبہ کے آٹھویں حصہ میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم حجۃ بن الحسن المہدی ار واحنالہ الفداہ کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کیا اور حضرت کے اوصاف اور خصوصیت خاص کے بارے میں بتایا اور امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ہاتھوں مستقبل میں عدل و انصاف سے بھری دنیا کی خوشخبری دی۔ آپ نے مزید فرمایا:

"جان لو کہ آخری امام مہدی قائمؑ ہم میں سے ہیں۔ وہی تمام ادیان پر غلبہ کرنے والے، وہی ظالموں سے انتقام لینے والے، وہی قلعوں کے فتح کرنے والے اور انہیں منہدم کرنے والے ہیں۔ وہ اہل شرک کے ہر قبیلہ پر غالب اور ان کے ہدایت کرنے والے ہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہی تمام اولیاء خدا کے خون کا انتقام لینے والے اور وہی دین خدا کی مدد کرنے والے ہیں۔

جان لو کہ وہی گہرے سمندروں سے استفادہ کرنے والے ہیں۔ وہی ہر صاحب فضیلت کو اس کی فضیلت کے موافق اور ہر صاحب جہالت کو اس کی جہالت کے مطابق نشان گزاری کرنے والے ہیں۔ وہی خدا کے منتخب اور اختیار شدہ ہیں۔ وہی ہر علم کے وارث اور ہر فہم پر محیط ہیں۔

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہی اپنے پروردگار کی طرف سے خبر دینے والے اور آیات الٰہی کو فضیلت دینے والے ہیں۔وہی ہدایت شدہ اور محکم بنیاد والے ہیں۔وہ وہی ہیں جس کے سپرد سارے کام ہیں۔وہ وہی ہیں جس کے لئے گزرے ہوئے لوگوں نے بشارت دی ہے۔ وہ وہی ہیں جو حجت کے عنوان سے باقی رہنے والے ہیں اور ان کے بعد کوئی حجت نہیں ہے۔ کوئی حق ایسا نہیں جو ان کے ہمراہ نہ ہو اور کوئی نور ایسا نہیں جو ان کے پاس نہ ہو۔آگاہ رہو کہ وہ وہی ہیں جس پر کوئی غالب نہیں۔ان کے کسی مخالف کی مدد نہیں کی جائے گی۔ وہی زمین پر ولی خدا اور اس کی طرف سے مخلوقات کے درمیان حکم کر نے والے اور تمام پوشیدہ اور ظاہر پر اس کے امین ہیں۔"

غدیر کے ساتھ وفاداری کا عہد: حضرتؐ نے اپنے خطبہ کے نویں حصہ میں مسئلہ بیعت کو پیش کیا اور اس کی اہمیت کو اس طرح واضح فرمایا:

"یہ جان لو کہ اپنے خطبہ کے اختتام کے بعد میں تمہیں بلاؤں گا اور ان کی بیعت و اقرار کے عنوان سے اپنے ہاتھ پر اور پھر ان کے ہاتھ پر تم سے بیعت لوں گا۔ جان لو کہ میں نے خدا سے بیعت کی ہے اور علیؑ نے مجھ سے بیعت کی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لئے تم سے بیعت لونگا۔"

اس بارے میں قرآن سے استناد کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیھِم فَمَنْ نَکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عَاھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا۔ترجمہ: جو لوگ تمہارے ہاتھوں پر بیعت کر رہے ہیں حقیقتاً وہ خدا کے ہاتھوں پر بیعت کر رہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان لوگوں کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جس نے بھی بیعت توڑی

اس نے اپنا ہی نقصان کیا۔اور جس نے خدا کے ساتھ کئے ہوئے عہد و پیمان کی وفاداری کی اللہ تعالی اسے اجر عظیم عنایت کریگا۔[1]

احکام الٰہی ہمیشہ کے لئے ہے: آنحضرتؐ نے اپنے خطبہ کے دسویں حصہ میں احکام الٰہی کے بارے میں گفتگو فرمائی۔آپ نے مسلمانوں کے آئندہ مشکلات کی پیشینگوئی کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر طویل زمانہ تم پر گزر گیا اور تم نے کوتاہی کی یا بھلادیا ہے، علیؑ تمہارے ولی ہیں اور تمہارے لئے بیان کرنے والے ہیں۔خداوند عزو جل نے میرے بعدان کو تمام مخلوقات پر امین قرار دیا ہے۔وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں،وہ اور دوسرے ائمہ جو میری نسل سے ہیں ان سے جس چیز کے بارے میں تم سوال کروگے وہ تمہیں اس سے باخبر کریں گے اور ہر اس چیز کے بارے میں تمہیں بتائیں گے جسے تم نہیں جانتے۔"

پھر آپ نے احکام الٰہی کے غیر قابل تبدیل ہونے کے سلسلہ میں فرمایا:

"اے لوگو: ہر حلال جس کی طرف میں نے تمہاری رہنمائی کی ہے اور ہر حرام جس سے تمہیں منع کیا ہے،ہر گزان سے نہ منحرف ہوا ہوں اور نہ ان میں تبدیلی کی ہے۔اس بات کو یاد رکھنا اور اس کو حافظہ میں محفوظ کرلینا اور ایک دوسرے کو سفارش کرتے رہنا اور اس میں تبدیلی نہ کرنا۔"

آپ نے مستقبل میں مسلمانوں کو درپیش مسائل کے بارے میں فرمایا:

"مجھے یہ حکم ہے کہ میں تم سے اس بات کی بیعت لوں کہ جو کچھ میں خداوند عزو جل کی طرف سے امیر المومنین علیؑ اور ان کے بعد ان کے جانشینوں کے بارے میں لایا ہوں، تم قبول کروگے یعنی وہ سب کے سب میری اور ان کی نسل سے ہیں اور امامت صرف انہیں لوگوں کے لئے مخصوص ہے،اور ان کے آخری، امام مہدیؑ ہیں۔"

پھر آپ نے پیغام غدیر کی تبلیغ کو سب سے اہم امر بالمعروف و نہی عن المنکر قرار دیتے ہوئے

۱۔ سورہ فتح، آیت ۱۸

فرمایا:

"تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ عظیم ترین امر بالمعروف یہ ہے کہ میرے کلام کو سمجھواور غیر حاضر لوگوں تک پہنچاؤ اور انہیں میری طرف سے اسے قبول کرنے کا حکم دو اور اس کی مخالفت کرنے سے منع کرو، کیونکہ یہ حکم خداوند عزو جل اور میری طرف سے ہے اور کوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انجام نہیں پاتا مگر امام معصوم کے ذریعہ۔"

ائمہ اثنا عشر کے ہاتھوں بیعت کیجئے: حضرتؐ کے خطبہ کے آخری حصہ میں زبانی بیعت انجام پائی۔اس مقصد کے تحت دو تمہیدی گفتگو ہوئی اور سب سے پہلے اس زبانی بیعت کی وجہ بیان کی گئی۔آنحضرتؐ نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! تمہاری تعداد زیادہ ہے اور ایک ہاتھ سے ایک ہی وقت میں تم سب میری بیعت نہیں کر سکتے، اسی وجہ سے میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہاری زبان سے اقرار کروالوں ان چیزوں کے بارے میں جو میں نے علی ابن طالبؑ اور ان کے بعد ان کی اور میری نسل سے آنے والے اماموں کے بارے میں بتایا ہے۔اور میں نے تم کو سمجھا دیا ہے کہ میرے فرزندان ان کے صلب سے ہیں۔"

دوسری بات اصل بیعت کی عبارتوں کا تعین تھا تاکہ تمام لوگ اس کا اقرار کریں اور یہی اقرار بیعت تھی۔یہ بیعت وقتی مسئلہ پر نہیں تھی بلکہ ایک بہت ہی اہم اور ہمیشہ باقی رہنے والا اعتقادی مسئلہ تھا،اسی لئے حضرتؐ نے مفصل عبارت اپنی زبان مبارک پر جاری کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اسے دھرائیں۔آپ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: بس سب لوگ ایسے کہئے:

" ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم راضی ہیں اور سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں ان چیزوں کے بارے میں جسے آپ نے ہمارے اور اپنے پروردگار کی جانب سے ہمیں پہنچایا ہے، ہمارے امام علی ابن ابی طالبؑ امیر المومنین کی امامت کے بارے میں اور ان اماموں کے بارے میں جو ان کے صلب سے اس دنیا میں آئینگے۔

اس بات پر ہم اپنے دلوں ، جانوں ، زبانوں اور ہاتھوں سے آپ کی بیعت کرتے ہیں ،اسی عقیدے پر ہم زندہ ہیں اور اسی پر مرینگے اور (روز قیامت)اسی کے ساتھ محشور ہونگے ۔ ہم اس میں نہ کوئی تبدیلی کرینگے ،نہ شک اور انکار کرینگے ،نہ دل میں اس کی تردید کریں گے ،نہ اس قول سے پھرینگے اور نہ اس عہد کو توڑینگے ۔

آپ نے ہمیں مواعظ الٰہی کے ذریعہ نصیحت کی امیر المومنین علیؑ اور ان اماموں کے بارے میں جن کے لئے فرمایا کہ وہ آپ کی نسل سے ان کی اولادیں ہیں یعنی حسنؑ اور حسینؑ اور وہ تمام ائمہ جن کو خداوند عزوجل نے ان دونوں کے بعد منصوب کیا ہے۔

پس ان اماموں کے لئے ہم سے عہد و پیمان لیا گیا ہمارے دلوں ، ہماری جانوں ، ہماری زبانوں ، ہمارے ضمیروں اور ہمارے ہاتھوں سے۔ جو ہاتھ سے بیعت کر سکتا ہے وہ ہاتھ سے بیعت کرے ورنہ اپنی زبان سے اقرار کرے گا، ہم ہر گز اس بیعت میں تبدیلی لانے کے در پے نہیں ہیں۔ خداوند عزوجل (اس بارے میں) ہمارے نفسوں میں وسوسہ نہ دیکھے۔

ہم ان باتوں کو آپ کی زبانی نزدیک اور دور کی اپنی اولادوں اور اپنے رشتہ داروں تک پہنچائیں گے اور خدا کو اس پر گواہ بنائیں گے ،خداوند گواہی کے لئے کافی ہے اور آپ بھی ہمارے اس اقرار پر گواہ ہیں۔"

آنحضرتؐ جن باتوں کا لوگوں سے اقرار لینا چاہتے تھے اسے خاص عبارت میں پیش کیا تاکہ لوگ اپنے اپنے الفاظ میں اقرار نہ کریں بلکہ سبھی ایک بات پر بیعت کریں۔ لوگ ہر جملے کے بعد اسے دہراتے تھے اور اس طرح منبر سے عام بیعت لی گئی۔

آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس نعمت پر خداوند عزوجل کا شکریہ ادا کریں کہ اس نے لوگوں کو اجازت نہیں دی کہ اپنے ناقص انتخاب سے اپنے لئے خلیفہ کا منتخب کریں بلکہ ذات الٰہی نے براہ راست اس بارے میں فیصلہ کیا اور اسے افراد بشر کے لئے لازم قرار دیا۔

آنحضرتؐ نے اپنی تقریر کے اختتام پر ولایت کے اقرار کرنے والوں کے لئے دعا کی اور منکرین ولایت پر لعنت بھیجی اور خداوند عزوجل کی حمد کے ساتھ اپنے خطبہ کو ختم کیا۔

غدیر میں تین روزہ مراسم

غدیر وولایت کی مبارکباد و تہنیت[۱]: خطبہ کے اختتام پر لوگوں کی آوازیں بلند ہوئیں کہ: "ہاں، ہم نے سنااور خدا اور رسولؐ کے حکم کے مطابق اپنے دل وجان وزبان اور ہاتھوں سے اطاعت کرینگے"۔

اس کے بعد لوگ پیغمبر اکرمؐ وامیر المومنینؑ کے گرد جمع ہوگئے اور بیعت کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے۔ اسی حالت میں پیغمبر اکرمؐ فرماتے تھے: اَلحمد لله الذی فضلنا علی جمیع العالمین۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے کسی بھی کامیابی کے موقع پر چاہے وہ فتح مکہ ہی کیوں نہ ہو، وہ بات نہیں فرمائی جو غدیر کے موقع پر فرمایا۔ حضرتؐ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا:

> "مجھے مبارکباد دو۔ مجھے تہنیت دو کیونکہ خداوند عزوجل نے مجھے نبوت اور میرے اہل بیتؑ کو امامت سے سرفراز کیاہے۔"

اور یہ بہت بڑی فتح اور کفر ونفاق کے قلعوں کے منہدم ہونے کی علامت تھی۔ دوسری طرف پیغمبر اکرمؐ نے اپنے منادی کو حکم دیاکہ لوگوں کے درمیان گھوم گھوم کراس عبارت کو تکرار کرے:

> "من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصرہ من نصرہ واخذل من خذلہ"۔

مردوں کی بیعت[۲]: پیغمبر اکرمؐ نے اپنی تقریر کے ضمن میں وعدہ کیا تھاکہ تقریر کے بعد تمام لوگوں سے بیعت لی جائے گی۔ غدیر کی بیعت بارہ معصوم اماموں کی ولایت سے عہدِ وفاداری کے معنی میں تھی،

۱۔ بحارالانوار (ج۲۱) ص۳۸۷؛ امالی شیخ مفید، ص۵۷

۲۔ بحارالانوار (ج۲۱)، ص۳۸۷، (ج۲۸) ص۹۰، (ج۳۷)، ص۱۶۶و۱۲۷؛ الغدیر (ج۱) ص۵۸و۲۷۱و۲۷۴؛ عوالم العلوم (ج۳/۱۵) ص۴۲و۶۰و۶۵و۱۳۴و۱۳۶و۱۸۴و۱۹۵و۲۰۳و۲۰۵

جس کا اصل مقصد آنحضرتؐ کی تقریر میں متعین ہو چکا تھا، اور لوگوں نے زبانی صورت میں اس کا اقرار بھی کر لیا تھا۔

پیغمبر اسلامؐ نے اپنی تقریر کے اختتام پر حکم دیا کہ دو خیمے لگائے جائیں۔ آپ نے ایک خیمہ خود اپنے لئے منتخب کیا اور اس میں تشریف فرما ہوئے اور امیر المومنینؑ کو حکم دیا کہ دوسرے خیمہ میں جلوہ افروز ہوں اور لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔

اس کے بعد لوگ گروہ گروہ پیغمبر اسلامؐ کے خیمہ میں حاضر ہوتے رہے اور آنحضرتؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتے رہے اور مبارکباد دیتے رہے۔ پھر لوگ امیر المومنینؑ کے خیمے میں گئے اور پیغمبر اکرمؐ کے بعد امام و خلیفہ کے عنوان سے آپؑ کے ہاتھوں پر بیعت کی، وفاداری کا عہد کیا، امیر المومنینؑ کے عنوان سے آپ کو سلام کیا اور اس عظیم منزلت کی مبارکباد پیش کی۔

بیعت کا پروگرام تین روز تک چلتا رہا اور اس مدت میں آنحضرتؐ غدیر میں اقامت پذیر رہے اور تمام لوگوں نے اس میں شرکت کی۔

عورتوں کی بیعت[1]: پیغمبر اسلامؐ نے حکم دیا کہ عورتیں بھی آپ کی بیعت کریں، امیر المومنینؑ کے عنوان سے سلام کریں اور آپ کو مبارکباد و تہنیت پیش کریں۔ آپ نے اس حکم کے بارے میں اپنی ازواج کو تاکید فرمائی تھی۔ اکثر عورتیں نا محرم تھیں اسی لئے آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق ایک برتن میں پانی لایا گیا اور اس پر اس طرح پردہ لگایا گیا کہ عورتیں پردہ کے اس طرف اپنے ہاتھ کو پانی میں رکھتیں تھیں اور امیر المومنینؑ دوسری طرف اپنے ہاتھ کو پانی میں رکھتے تھے اور اس طرح عورتوں کی بیعت انجام پائی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا (علیہا السلام) بھی غدیر میں موجود تھیں، اسی طرح پیغمبر اسلامؐ کی تمام ازواج، حضرت امیر المومنینؑ کی بہن جناب امّ ہانی، جناب حمزہ کی صاحبزادی فاطمہ اور اسماء بنت عمیس بھی موجود تھیں۔

۱۔ بحار الانوار (ج ۲۱) ص ۳۸۸؛ عوالم العلوم (ج ۱۵/۳)، ص ۳۰۹

عمامہ سحاب[1]: عرب قوم کے کسی بزرگ شخصیت کی ریاست کا اعلان کرنے کے لئے اس کے سر پر عمامہ باندھا جاتا تھا۔ اس رسم کی اہمیت اس وقت اور بڑھ جاتی تھی جب کوئی بزرگ اپنے عمامہ کو کسی کے سر پر باندھتا تھا جس کا مطلب تھا کہ اس کے اوپر مکمل اعتماد ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے مراسم غدیر میں اپنے عمامہ کو جس کا نام "سحاب" تھا، امیر المومنینؑ کے سر پر باندھا اور عمامہ کے آخری سرے کو آپکے دوش پر لٹکا دیا اور فرمایا: "عمامہ عرب کا تاج ہے"۔

امیر المومنینؑ اس بارے میں فرماتے:

"پیغمبر اکرمؐ نے غدیر خم میں میرے سر پر عمامہ باندھا اور اس کے ایک سرے کو میرے شانے پر لٹکا دیا اور فرمایا: خداوند عز و جل نے بدر و حنین کے دن میری نصرت ان ملائکہ سے کی جن کے سر پر ایسے ہی عمامہ بندھے ہوئے تھے"۔

محفل غدیر خم[2]: غدیر خم میں عرب کے بزرگ شاعر حسّان بن ثابت بھی موجود تھے۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا: یا رسول اللہ کیا اجازت ہے کہ وہ اشعار جو میں نے علیؑ ابن ابی طالبؑ کی شان میں کہے ہیں آپ کو سناؤں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا خدا کے نام اور اس کی برکت سے سناؤ۔

حسان بن ثابت ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہوئے۔ لوگ ان کے اشعار کو سننے کے لئے جمع ہوگئے۔ ذیل میں حسان کے اشعار کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

"کیا تم نہیں جانتے کہ محمدؐ پیامبر خدا، غدیر خم میں درختوں کے کنارے ندا کی حالت میں کھڑے ہوئے تھے اور جبرئیلؑ خداوند عالم کی طرف سے پیغام لائے تھے کہ اس امر میں سستی نہ کریں، آپ محفوظ رہیں گے اور جو کچھ خداوند عالم کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے لوگوں تک پہنچا دیں اور اگر نہ پہنچایا اور ظالموں سے ڈرے، اور دشمنوں سے حذر کیا تو گویا رسالت پروردگار کو انجام نہیں دیا۔

۱۔ الغدیر (ج۱)، ص۲۹۱؛ عوالم العلوم (ج۱۵/۳)، ص۱۹۹؛ اثبات الہداۃ (ج۲)، ص۲۱۹، ح۱۰۲

۲۔ بحار الانوار (ج۲۱)، ص۳۸۸، (ج۳۷) ص۱۱۲، ۱۶۶ و ۱۹۵؛ عوالم العلوم (ج۱۵/۳)، ص۴۱، ۹۸، ۱۴۴ و ۲۰۱؛ محمد بن یوسف گنجی، کفایۃ المطالب فی مناقب علی بن ابیطالب، ص۶۴

یہی وہ وقت تھا جب پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے ہاتھوں پر بلند کیا اور بلند آواز میں فرمایا: تم میں سے جس جس کا میں مولا ہوں اور میرے کلام کو ذہن میں رکھتا ہے اور فراموش نہیں کرتا ہے، میرے بعد علیؑ اس کے مولا ہیں، پروردگارا، جو بھی علیؑ کو دوست رکھے اسے تو دوست رکھ، اور جو بھی علیؑ سے دشمنی رکھے اس سے تو دشمنی رکھ۔ پروردگارا، ان کی مدد کر جو اس امام کی مدد کرتے ہیں جو ہدایت کرتا ہے اور تاریکیوں میں چودھویں کے چاند کے مانند چمکتا ہے۔ پروردگارا! ان کے ذلیل کرنے والوں کو ذلیل کر اور روز قیامت جب حساب کیلئے کھڑے ہوں تو ان کو خود سزا دے"۔

اس کے بعد پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: " اے حسان! جب تک اپنی زبان سے تم ہماری طرف سے دفاع کرتے رہوگے روح القدس کی طرف سے تمہاری تائید ہوتی رہے گی۔"

غدیر میں جبرئیل[۱]: بعض خاص موقعوں پر ملائکہ انسانی شکل میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ غدیر خم میں بھی پیغمبر اکرمؐ کی تقریر کے بعد ایسا ہی واقعہ رونما ہوا اور ایک بار پھر سب پر حجت تمام ہو گئی۔ ایک خوبصورت آدمی جس سے خوشبو نکل کر فضا کو معطر کر رہی تھی لوگوں کے درمیان کہہ رہا تھا:

"خدا کی قسم، آج کے جیسا کوئی دن ہر گز نہیں دیکھا کہ کس قدر چچازاد بھائی کے لئے تاکید کی، اس کے لئے عہد لیا کہ کافروں کے علاوہ کوئی اس عہد کو نہیں توڑے گا۔ وائے ہو ان پر جو پیمان توڑنے والے ہیں۔"

حضرت عمر، پیغمبر اکرمؐ کے نزدیک آئے اور بولے آپ نے سنا اس آدمی نے کیا کہا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ کہا: نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ روح الامین جبرئیل تھے۔ تم ہوشیار رہنا اس عہد کو نہ توڑنا اور اگر ایسا کیا تو خدا، رسول، ملائکہ اور مومنین تم سے بیزار ہو جائیں گے۔

غدیر میں الٰہی معجزہ[۱]: واقعہ غدیر کے تیسرے روز کے آخری پہر میں حارث ابن نعمان فھری اپنے بارہ ساتھیوں کے ساتھ پیغمبر اکرمؐ کے پاس آیا اور بولا: اے محمد! میں آپ سے تین سوال کرتا ہوں:

۱۔ بحار الانوار (ج ۳۷)، ص ۱۲۰، ۱۶۱؛ عوالم العلوم (ج ۱۵/۳)، ص ۸۵ و ۱۳۶

(۱) اللہ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی گواہی کی بات اپنے پروردگار کی جانب سے لائے ہیں یا اپنی طرف سے کہتے ہیں؟
(۲) نماز، زکات وحج وجہاد کو پروردگار کی جانب سے لائے ہیں یا اپنی جانب سے بیان کیا ہے۔
(۳) علیؑ ابن ابی طالبؑ کے بارے میں جو آپ نے فرمایا کہ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ، کیا یہ پیغام پروردگار کی جانب سے ہے یا آپ نے اپنی طرف سے کہا ہے۔آنحضرتؐ نے تینوں سوالوں کے جواب میں ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی ہے، میرے اور خدا کے درمیان جبرئیلؑ پیغام لانے والے ہیں اور میں پیغام خدا کا اعلان کرنے والا ہوں، اور اپنے پروردگار کی اجازت کے بغیر کسی خبر کا اعلان نہیں کرتا ہوں۔"

حارث نے کہا: "خدایا محمدؐ جو کہتے ہیں اگر حق ہے اور تیری جانب سے ہے تو میرے اوپر آسمان سے پتھر برسا یا دردناک عذاب ہم پر بھیج دے"۔

جیسے ہی حارث کی بات ختم ہوئی اور وہ آگے بڑھا، خداوند قہار نے آسمان سے اس پر پتھر کا عذاب بھیجا جو اس کے سر پر پڑا اور وہیں اسے ہلاک کر ڈالا اور اصحاب فیل کا قصہ ایک لاکھ بیس ہزار کے مجمع کے سامنے تکرار ہوا۔

اس واقعہ کے بعد، سَئَلَ سائِلٌ بِعَذابٍ واقِعٍ لِلْکافِرِینَ لَیسَ لَهُ دافِعٌ [۲] کی آیت نازل ہوئی، پیغمبر اکرمؐ نے لوگوں کی طرف رخ کرکے فرمایا: کیا تم سب نے دیکھ لیا؟ سب نے کہا! ہاں، فرمایا: تم نے سن لیا؟ سب نے کہا: ہاں۔ لوگوں کے اس اقرار کے بعد آپ نے فرمایا:

"خوش نصیب ہے وہ جو ان کی ولایت کو قبول کرتا ہے، وائے ہو ان پر جنھوں نے ان سے دشمنی کی۔ علیؑ اور ان کے شیعوں کو دیکھ رہا ہوں کہ روز قیامت اونٹوں پر سوار کرا کے جنت کے باغوں میں سیر کرائے جا رہے ہیں اس حال میں کہ ان کے چہرے جوان ہیں، ان کے

۱۔ بحار الانوار (ج ۳۷)، ص ۱۳۶، ۱۶۲ و ۱۶۷؛ عوالم العلوم (ج ۱۵/۳)، ص ۵۶، ۵۷، ۱۲۹ و ۱۴۴؛ الغدیر (ج ۱)، ص ۱۹۳
۲۔ سورہ معارج، آیت ۱-۳

سروں پر تاج رکھے ہوئے ہیں اور انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔ خداوند کی رضائے عظیم سے وہ سرفراز ہیں۔ اور یہی عظیم کامیابی ہے، تاکہ جوار رب العالمین کے حظیرۃ القدس میں مسکون ہوں، اس میں ان کے لئے جو وہ چاہیں گے، اور آنکھیں جس سے لذت پائیں گی وہ آمادہ رہے گا اور اس میں وہ ہمیشہ رہینگے۔ اور ملائکہ ان سے کہیں گے: "سَلامٌ عَلَیْکُمْ بِما صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدّارِ"۔[1]

اس معجزہ سے لوگوں پر یہ ثابت ہو گیا کہ "غدیر خم" میں پیغمبر اسلامؐ نے حکم الٰہی سے حضرت علیؑ کو اپنا جانشین بنایا ہے۔ دوسری طرف ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منافقوں کو ایک سبق مل گیا۔ حارث فہری جیسے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا اور رسولؐ کا اقرار کرتے ہیں، لیکن یہ جاننے کے باوجود کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ولایت خدا کی جانب سے ہے، صاف صاف کہتے ہیں کہ ہم اس کو برداشت نہیں کر سکتے! خداوند جبار کے دنداں شکن جواب نے ثابت کر دیا کہ علیؑ کی ولایت کا انکار کرنے والا حقیقت میں خدا اور رسولؐ کے حکم کا منکر ہے۔

مراسم غدیر کا اختتام[2]: اس طرح سے تین روزہ مراسم غدیر اختتام پذیر ہوا اور یہ ایام "ایام الولایت" کے عنوان سے ذہنوں میں نقش کر گئے۔ عرب کے مختلف قبیلے اور گروہ، اپنے پیغمبرؐ کو وداع کرکے اور ان کے جانشین کی کامل معرفت کے ساتھ، اپنے اپنے شہروں کی طرف روانہ ہوئے۔ پیغمبر اکرمؐ بھی مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اس حال میں کہ کاروان نبوت کو اس کی منزل مقصود تک پہنچا چکے تھے۔ واقعہ غدیر کی خبر مختلف شہروں میں پھیل گئی اور بہت جلد عام ہو کر سبھی کے کانوں تک پہونچ گئی۔ بلاتردید یہ خبر مسافروں، ساربانوں اور تاجروں کے ذریعہ دنیا کے دور دراز ملکوں یعنی ایران و روم و چین تک پھیلی اور مسلمانوں کے علاوہ دوسرے بھی لوگ اس سے مطلع ہو گئے۔

۱۔ سورہ رعد، آیت ۲۴

۲۔ بحار الانوار (ج ۳۷)، ص ۱۳۶، (ج ۳۹)، ص ۳۳۶، (ج ۴۱)، ص ۲۲۸؛ عوالم العلوم (ج ۳/۱۵)، ص ۶۸؛ ہاشم بن سلیمان بحرانی، کشف المہم فی طریق خبر غدیر خم، ص ۱۰۹؛ محمد بن حسن الصفار، بصائر الدرجات، ص ۲۰۱

اس طرح خداوند کریم نے اپنی حجت کو لوگوں پر تمام کیا۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا:

"ما عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِه تَرَکَ یَوْمَ الْغَدِیْرِ لِاَحَدٍ حُجَّةً،وَ لا لِقائِلٍ مَقَالاً [۱]: پیغمبر اکرمؐ نے روز غدیر کسی کے لئے کوئی عذر اور کسی کے لئے کوئی کلام باقی نہیں رکھا۔"

۱۔ بحار الانوار (ج ۲۸) ص ۱۸۶؛ اثبات الہداۃ (ج ۲) ص ۱۱۵